اعزاز محبت

تحریر وترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد
0300-6661755

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

اما بعد

فاعوذباالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

وہ کون تھے جو مل کے اک بار

آنکھوں میں جذب ہو گئے دل میں سما گئے

محترم قارئین کرام! ہماری روزمرہ زندگی میں لفظ ''محبت'' کا استعمال بہت زیادہ ہوتا ہے۔ میں 'فلاں ہستی' سے محبت کرتا ہوں' مجھے اپنے مقصد سے ''محبت'' ہے۔ وہ شخص کسی اور شے سے محبت کرتا ہے۔ وہ 'محبت'' میں ناکام ونامراد رہا۔ الغرض اس قسم کے بہت سارے فقرے ہمیں سننے کو ملتے ہیں اور دہرانے پڑتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں کسی بھی موضوع یا گفتگو کی چاشنی' دلچسپی لفظ ''محبت'' سے وابستہ ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو تمام اقوام وملل میں معروف اور ہر زبان میں مشہور ہے۔ یہ لفظ ہر لغت میں موجود ہے۔ یہ محبت کیا شے ہے؟ دل میں کیوں سرائیت کرتی ہے؟ اس کا اظہار کیسے ہوتا ہے؟ محبت کا معیار کیا ہے؟ ''محبت'' کے لئے کس کا انتخاب کیا جائے؟ یہ چند سوال ہیں جو ہر ذی شعور انسان کے ذہن میں پرورش پاتے ہیں اوران سوالوں کے جواب سے آگاہی کے لئے لوگ ''متلاشی'' رہتے ہیں۔

''محبت'' کسی ٹھوس یا مائع شے کا نام نہیں اور اس لفظ کی تشریح کو لفظوں میں ڈھالنا مشکل مرحلہ ہے۔ خواجہ یحیٰی معاذ رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ ''محبت کی تعبیر لفظوں میں نہیں بیان کی جاسکتی''۔ البتہ ہم لفظ محبت کے ماخذ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ محبت لفظ 'حُبہ'' سے ماخوذ ہے۔ لغت عربی میں 'حُبہ'' کو بیج کہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا۔ ان اللـه فلق الحب النوی ''بے شک اللہ ہی ہے جو بیج اور گٹھلی کو نکالتا ہے''۔ یہ آیت کریمہ سورۃ انعام میں ہے۔ جس میں اللہ کریم اپنی قدرت کاملہ کو بیان فرمارہے ہیں کہ اللہ اپنی قدرت کاملہ سے خشک دانے اور سخت گٹھلی کو چیر کراس سے سرسبز پودے اور بلند و بالا درخت اگاتا ہے۔ گندم کے دانہ کو ہی لے لیجئے۔ کسی طرح اس بیج کے دل کو چیر کر گندم کا پودا نکلتا ہے۔ جس کی کئی کئی بالیں ہوتی ہیں۔ ہر بالیں پر الگ الگ خوشہ ہوتا ہے۔ جس میں سینکڑوں دانے مضبوط غلافوں میں سمیٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔

سورۃ بقرہ کی آیت ۲۶۱ میں 'حُبہ'' کا لفظ دوبارہ استعمال ہوا ہے۔ کـمـثـل حبة انبتـت سبـع سـنـابـل فی کل سبلة مائة حبة ''جیسے ایک دانہ جو اگاتا ہے سات بالیں ہر بال میں سو دانہ ہو''۔ اس آیت کریمہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو خوشخبری دی جارہی ہے کہ جس طرح ایک دانہ سے سات بالیں نکلتی ہیں اور پھر ہر بال میں سو دانے ہوتے ہیں۔ اسی طرح خرچ کرنے والوں کو اللہ کریم سات سو گنا فصل سے نواز رہا ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ''حبہ'' ارادہ اور ترجیح کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔حب کا ماخذ بھی حبہ ہے۔جس کے معانی میں محبت' الفت' انس' پیار' دوستی' آشنائی' توفیق' شوق اور آرزو کے ہیں۔

محبت کی تخلیق

جس طرح بیج زرخیز زمین کی تہہ میں پہنچ کر کچھ عرصہ بعد زمین کی سطح پر ایک دبلی پتلی سی شاخ کی طرح نمودار ہوتا ہے۔اسی طرح محبت کا بیج بھی قلب انسانی میں پہنچ کر اپنا مقام بناتا ہے۔اس میں تخم حیات پنہاں ہے۔بیج کی نشوونما کے لئے مخصوص موسموں کی ضرورت ہوتی ہے۔بارش برستی رہے یا آفتاب کی دھوپ پوری حدت کے ساتھ زمین پر پڑتی رہے۔وہ بیج کوئی اثر قبول نہیں کرتا۔موسم آنے پر وہ اگتا ہے۔پھل پھول ظاہر کرتا ہے۔اسی طرح جب محبت دل میں مسکن بنائے تو مصیبت و مشقت' راحت و لذت' فراق و وصال اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔''محبت'' پہلی نظر میں بھی گھر کر لیتی ہے اور کبھی کبھی اسے اپنی ''نمو'' کے لئے عرصہ درکار ہوتا ہے۔محبت "Momentery Reaction" یعنی لمحاتی تاثر کا ثمر بھی ہے اور Struggle یعنی کوشش کی محتاج بھی ''جہد مسلسل'' کی نفسیات انسانی کے ماہر اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ''فوری تاثر' ناپائیدار ہے۔جلد ہی بغاوت کے آثار نمودار ہو پاتے ہیں۔لیکن وہ رغبت جو مشاہدہ' مطالعہ اور تعلق خاطر کے بعد پروان پاتی ہے صحیح محبت کا نظارہ دیتی ہے۔

☆ حجتہ الاسلام حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔انہوں نے ''حقیقت محبت'' کی وضاحت دلچسپ پیرائیہ میں بیان فرمائی ہے۔ہر لذیذ چیز انسان کو محبوب ہے اور محبوب ہونے کے یہ معنی کہ طبیعت اس کی طرف کھنچتی اور نفس اس کی جانب مائل ہوتا ہے تو میلان طبیعت بڑھ جاتا ہے۔اسی طرح کسی چیز کے ناپسند اور مبغوض ہونے کے معنی یہ ہیں کہ طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے اور دل انہیں اختیار یا قبول کرنے سے بھاگتا ہے۔یہ رغبت اور یہ نفرت ادراک (سمجھ) سے حاصل ہوتی ہے۔ادراک دو قسم کے ہیں۔ایک ادراک ظاہری اور ایک ادراک باطنی۔ادراک ظاہری حواس خمسہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔مثلاً آنکھ حسین اور خوبصورت کے دیکھنے سے' کان موزوں اشعار اور سریلی آواز سے لذت حاصل کرتے ہیں' زبان و ناک چکھنے اور سونگھنے سے اور قوت لامسہ کو (چھونے کی) نرم و ملائم چیز کے چھونے میں مزہ حاصل ہوتا ہے اور یہی چیزیں نفس کو محبوب ہوتی ہیں۔یعنی بالطبع نفس ان کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن ایک حس کا تعلق ادارک باطنی سے ہے جسے چھٹی حس بھی کہا جاتا ہے اور اس کی جگہ قلب ہے۔یہ باطنی ادراک بھی حواس ظاہری کی طرح اپنی موافق اور مناسب چیز سے لذت حاصل کرتا ہے۔

☆ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''انسان'' کی خصوصیت اسی چھٹی حس کی وجہ سے ہے۔ورنہ حواس ظاہری میں تو تمام حیوان مشترک ہیں۔جانوروں کو بھی اچھی صورت' عمدہ آواز' ذائقہ' کھانے اور خوشبو سونگھنے اور نازک چیز کو چھونے کی رغبت ہوتی ہے لیکن انسان اپنے باطنی ادراک

سے خوب سیر توں کا مزہ اٹھاتا ہے۔

لفظ محبت کی مزید تفسیریں

لفظ ''حب'' حبی سے بھی ماخوذ ہے' جس کے معنی پانی سے بھرے ہوئے تالاب کے ہیں اور جس میں باہر سے پانی نہ آ سکے۔ محبت جب طالب کے دل میں جمع ہوتی ہے تو دل اس سے بھر جاتا ہے تو اس کے دل میں ''تصور دوست' کے سوا کچھ نہیں رہتا۔

☆ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ اسی کیفیت کو اپنے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں۔ سميت المحبة محبتة لانها تمحو من القلب ماسوى المحبوب ''محبت کو اس لئے محبت کا نام دیا گیا ہے کہ وہ دل سے محبوب کے سوا ہر چیز کو مٹا ڈالتی ہے''۔

گفتگو کسی سے ہو دھیان تیرا رہتا ہے
ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے سلسلہ تکلم کا

''حب'' حباب الماء پانی کے جوش کو بھی کہتے ہیں۔ محبت کو حب کا نام اس لئے دیا گیا کہ محبوب کی تلاش اور دیدار کے لئے محبت کے دل میں خاص قسم کی تڑپ اور جوش ہوتا ہے۔ وہ دیدار کے لئے بیقرار رہتا ہے۔ جس طرح جسم روح سے زندگی حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح محبت بھی دیدار دوست اور وصال دوست سے تر و تازہ رہتی ہے۔

اذا ما تمنى الناس روحا و راحته
تمنيت ان القاك يا عز خاليا

''جب لوگ راحت و سکون کی تمنا کرتے ہیں تو اس وقت میری آرزو یہ ہوتی ہے کہ میرے محبوب تجھے تنہائی میں ملوں''۔

اہل عرب آنکھ کی سفیدی کو حبۃ الانسان کہتے ہیں اور دل کی صفائی کو حبۃ القلوب کہتے ہیں۔ حقیقت میں دل اور آنکھ کا رشتہ بڑا نازک ہے۔ ادھر آنکھ نے دیکھا ادھر دل نے بسا لیا۔ القلب يحسد عيني لذة النظر والعين تحسد قلبي لذت الفكر ''دل آنکھ سے حسد کرتا ہے کیونکہ وہ دیدار کی لذت سے آگاہ ہے اور آنکھ دل سے حسد کرتی ہے کیونکہ اسے تصور محبوب کی لذت حاصل ہے''۔

وہ کون لوگ تھے جو مل کے اک بار
آنکھوں میں جذب ہو گئے دل میں سما گئے

مزید تفصیل ہماری کتاب ''حقیقت عشق'' اور ''محبت اور علامات محبت'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

محبت سے متعلق بزرگوں کے اقوال

زمان و مکاں جہاں دیدہ ہستیوں سے خالی نہیں ہوتے۔ ہر دور میں بے شمار ایسے انسان پائے جاتے ہیں۔ جنہیں ہم دانایان راز فطرت' ہادیان نسل انسانی اور عظیم مقتدایان کائنات کی حیثیت سے تسلیم کرتے

ہیں۔وہ دانش نورانی و برہانی سے مالا مال ہوتے ہیں۔ان کی سوچ عام انسانوں سے بلندتر ہوتی ہے۔ان کی باتوں سے خوشبو آتی ہے اور ان کے عمل سے نسلیں سدھرتی ہیں۔ وہ ''محبت'' سے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

☆ حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''محبت نام ہے ارادوں کو ختم کر دینے' تمام صفتوں اور حاجتوں کو مردہ کر دینے اور اپنے وجود کو اشارات کے سمندر میں ڈبو دینے کا''۔

☆ منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''محبت کی ابتدا جلنا اور انتہا قتل ہونا''۔

☆ حضرت سمنون المحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''محبت راہ حق کی بنیاد اور اساس ہے۔ ہر منزل زوال پذیر ہو سکتی ہے سوائے محبت کے''۔

☆ استاد ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔''محبت یہ ہے کہ محبت کی طلب میں محبّ اپنی صفات مٹا دے اور محبوب کی ذات کا اثبات کرے''۔

☆ حضرت ابویزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔''محبت یہ ہے کہ اپنے زیادہ کو تھوڑا اور محبوب کے تھوڑے کو زیادہ سمجھا جائے''۔

☆ حضرت سہیل بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''محبت یہ ہے کہ محبوب کی اطاعت فریضہ اور اس کی مخالفت حرام سمجھے''۔

☆ حضرت عیسٰی بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''محبت کی اصلیت نہ تو ظلم سے کم ہوتی ہے اور نہ نیکی واحسان سے بڑھتی ہے''۔

☆ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔''محبت میں صادق وہ ہے جس پر دوست بلا نازل کرے اور وہ اس کو برضا ورغبت قبول کرے''۔''راہ محبت میں عاشق وہ ہے جو دونوں جہاں سے دل اٹھالے''۔

☆ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں''محبت میں صادق وہ ہے جس پر شوق واشتیاق اس طرح غالب ہو کہ سو ہزار تلواریں بھی اس کے سر پر پڑیں تب بھی اس کو خبر نہ ہو''۔

☆ خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔''محبت وہ ہے کہ دین و دنیا اور اس کی چیزوں میں سوائے دوست کے کسی اور چیز سے دل نہ لگایا جائے''۔

☆ بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''جس کا پہلا قدم محبت کے ارادہ سے اٹھتا ہے وہ بہت جلد اپنے خالق و مالک اللہ کریم تک جا پہنچتا ہے''۔آپ ہر ایک کو دعا دیتے تھے کہ''اللہ تعالٰی تجھے درد محبت بخشے''۔

☆ چند اہل محبت کا فرمان ہے۔''محبوب کے ذکر کے دوام کا نام محبت ہے' محبوب کے شوق کا دوسرا نام محبت ہے''۔

☆ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''محبت ایک ایسی چلن ہے جو ہر ایک مشکل کو آسان کر دیتی ہے''۔

☆ حضرت علاؤالدین صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اس طرح اس میں ڈوب اے صابر
کہ بجز ہو کے غیر ہو نہ اپنے

☆ حضرت خواجہ شمس العارفین شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''عشق دافع الخطرات اور قاضی الحاجات ہے' جب عاشق پر معشوق کی محبت غالب آ جاتی ہے تو اسے جو حاجت اور مصیبت بھی پیش آئے وہ تنگ نہیں ہوتا بلکہ اسے دوست کی یادگار سمجھتا ہے''۔

مندرجہ بالا صاحبان علم و صاحبان عمل نے ''محبت'' کی تشریح اور معیار پر بہت کچھ لکھا ہے۔ اس کائنات ارضی پر بلاشبہ ہر دور میں سینکڑوں دیدہ ور ہستیاں موجود ہیں جو ''محبت'' کی صحیح روح سے آگاہ اور اس ''حال'' میں عمر بھر سرشار ہیں۔ اگر سب کے ملفوظات تاثرات اکٹھے کیے جائیں تو کئی دفاتر درکار ہوں گے۔ ان ملفوظات میں نہایت خوبصورت اشتراک پایا جاتا ہے۔

۱۔ ''محبت'' محبوب کے ہر عمل کے اتباع کا نام ہے۔

۲۔ راہ محبت میں پیش آنے والی تکلیف اور مصیبت کو ''اعزاز'' سمجھا جاتا ہے' دل برداشتہ نہیں ہوا جاتا۔

اعزاز محبت

جیسے خدا نے لکھا ہے بڑی محبت سے
کلام پاک تیری ذات پر مقالہ ہے

''محبت'' کا دل میں جاگزیں ہونے کے اسباب

انسان کا مصدر بھی انس ہے۔ انس کے معنی انسان کے ہیں اور انسان سے مراد ''محبت رکھنے والا'' اخلاق سے آراستہ ''آدمی'' اور ''بشر'' ہے۔ آدمی ''آدم'' سے ماخوذ ہے۔ آدم کے معنی ''گندمی رنگ'' ہے۔ حقیقت یہ ہے جب آدمی' انسان کے روپ میں نمودار ہوتا ہے تو وہ محبت کی فطرت سے مالا مال ہوگا۔ غالب نے اس موضوع کی خوب تشریح کی۔

بسکہ مشکل ہے ہو کام کا آسان ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا

دوسرے لفظوں میں' جس طرح پھول کی روح اس کی خوشبو ہے۔ اسی طرح آدمی کی روح انسانیت ہے۔ پھول سینکڑوں اقسام پر مشتمل ہیں لیکن گلاب' موتیا اور کوئی بھی دلکش بھینی بھینی خوشبو کا حامل پھول حضرت انسان کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ اس طرح وہ آدمی جو محبت کی خوشبو میں گندھا ہوگا۔ حقیقت میں وہی انسان ہوگا۔ انسان سے انسانیت خارج کر دیجئے انسان مر جائے گا۔ خونخوار جانور زندہ رہ جائے گا

اور یہی دیوانگی ہے۔ جس کا انجام نہایت ہی بھیانک اور خوفناک ہے۔

پھول سے خوشبو جدا کرتے رہے
لوگ دیوانے تھے کیا کرتے رہے

محبت انسان کی فطرت میں داخل ہے اور اس کو قائم و دائم رکھنے کے لئے ''نسبی تعلق'' معاشرتی اخوت' ذہنی ہم آہنگی اور مقاصد میں اشتراک' معاونت کرتے ہیں۔ آسان لفظوں میں محبت کے معاونین کا تعارف پیش خدمت ہے۔

نسبی تعلق

محبت کا پہلا سبب خون کا رشتہ ہے۔ ماں کے ساتھ باپ کے ساتھ بہن بھائیوں کے ساتھ' رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ نسبی تعلق کی بنیاد پر محبت ہوتی ہے۔ یہی محبت بڑھتے بڑھتے ہر اس شخص سے وابستہ ہو جاتی ہے جو نسب سے متعلق ہو۔ جس میں دور کے رشتہ دار و عزیز اور برسوں پہلے انتقال کی ہوئی روحیں۔ جیسے دادا' دادی' پڑدادا' پڑدادی' نانا' نانی اور پھر ان کے آباؤ اجداد۔ نسبی تعلق کی زنجیر سب رشتوں کو باندھے رکھتی ہے۔ نسبی تعلق سے فرار نہایت مشکل اور کٹھن مرحلہ ہے۔

معاشرتی اخوت

معاشرہ افراد کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر کاروبار زندگی چلاتے ہیں۔ معاشرہ ایک گھر' ایک گلی' ایک محلہ' ایک شہر' ایک ملک ایک مذہب کے ماننے والوں پر بھی مشتمل ہوسکتا ہے اور صرف وہ انسانوں کا تعلق خاطر بھی معاشرتی اخوت کا بھی باعث بنتا ہے۔ اخوت اور بھائی چارے کے اس خوبصورت نظام کو ہم جتنا بھی پھیلانا چاہیں پھیلا سکتے ہیں۔ یہی معاشرتی روابط اور تعلقات ایک دوسرے سے محبت کا باعث بنتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ معاشرہ کے کسی فرد کو کوئی بھی تکلیف یا گزند پہنچتی ہے تو اس کی کسک ٹھیس' درد تمام افراد محسوس کرتے ہیں۔

کانٹا لگے کسی کو تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

ذہنی ہم آہنگی

جب دو افراد کے ذہنوں میں ایک ہی آہنگ (نغمہ' زمزمہ' مقصد اور ارادہ) ہوگا یعنی ان کا عقیدہ' ان کا ارادہ' ان کی پسند ایک ہوگی تو دو دلوں میں محبت کے رشتے نشوونما پائیں گے۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ ''ذہنی ہم آہنگی'' کا رشتہ ایک مضبوط اور پائیدار رشتہ میں منتقل ہو جائے گا۔ پھر یہ بھی عالم ہوسکتا ہے۔

سنگ تجھ کو لگے اور زخم آئے مجھے

مقاصد میں اشتراک

دو اشخاص ایک ہی منزل کے راہی ہوتے ہیں یا وہ ایک ہی مقصد کے حصول کے لئے تگ و دو کرتے

ہیں کہ اچانک ان کے دل و دماغ کے اندر یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ ہم تو دونوں ایک ہی مقصد کے لئے دوڑ بھاگ کر رہے تھے۔ کیوں نہ اس کے حصول کے لئے ہم مل کر چلیں۔ یہی مقصد کا اشتراک باہمی ربط، تعلق، محبت میں منتقل ہو جاتا ہے۔

گاھے بہ سوئے کوئے غریباں بگزری
مردم بہ انتظار کہ بدرالدجائے ما

☆ حضرت بدرالدین عینی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ محبت کی تین وجوہات ہیں۔ حسن و جمال کی وجہ سے، اخلاق و کردار کی بنیاد پر اور محسن کے حسن سلوک سے۔ یہ تینوں وجوہات نسبی تعلق، معاشرتی اخوت، ذہنی ہم آہنگی اور مقاصد میں اشتراک کے دوران بھی اثر پذیر ہوسکتی ہے۔

محبت کا دستور سب سے منفرد، سب سے نرالا اور نہایت دلچسپ ہوتا ہے۔ اہل محبت محبوب کا ذکر ہر وقت زبان پہ رکھتے ہیں۔ حریم دل میں اسی کی تصویر سجائے رہتے ہیں۔ محبوب کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔ اس کی ادا سے محبت، اس کی رفتار و گفتار سے محبت، لباس و طعام سے محبت، دل و دماغ پر، بصارت و سماعت پر صرف اور صرف محبوب کی حکمرانی ہوتی ہے۔ محبت تعظیم و تکریم کی مظہر ہوتی ہے۔ محبوب کا احترام، محبوب سے عقیدت فطری امر ہے۔ مزید برآں محبوب سے منسوب ہر شے کا احترام محبوب سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کا احترام، محبوب کی راہ کے کانٹے بھی گلاب محسوس ہوتے ہیں۔ ان کانٹوں کو پلکوں سے چننے کی تمنا بھی بے تاب رکھتی ہے۔ وہ جس راہ سے گزر جائے اس راستے کی گرد بھی سرمہ شفا بنانے کو جی چاہتا ہے۔ محبت دلیل کی محتاج نہیں۔ دلیل طلب کرنے والے ناپختہ لوگ ہیں۔ محبت ایک لطیف جذبے کا نام ہے۔ یہ ایک مسلسل قلبی کیفیت کا نام ہے۔ اس کی تعبیر، اس کی تفسیر کے لئے اک جہاں درکار ہے بلکہ ''جہاں'' کی وسعتیں محدود، الفاظ مختصر، صفحات کا دامن تنگ، دل تو ہر لحظہ ہر وقت، محبوب کے نقش پاء کو تلاش کرنے میں مصروف نظر آتا ہے۔ چاہنے والوں نے محبوب کی گلیوں میں سے گزرتے ہوئے کتوں کے پاؤں کو بھی چوما ہے۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ دلیل صرف اور صرف محبت۔ اہل خرد کے نزدیک تو دلیل کوئی معنی رکھتی ہوگی لیکن اہل محبت کی بارگاہ میں دلیل طلب کرنا سب سے بڑا جرم، محبت معصوم ہوتی ہے۔ دلیل طلب کرنا درحقیقت معصوم جذبوں کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ آیئے ذرا غور کیجئے کہ اگر یہ محبت اس محبوب سے ہو۔ جو محبوب خالق کائنات ہے۔ جو محبوب رب عظیم ہے، جو باعث تکوین کائنات ہے، جس کے وجود اقدس سے نبض ہستی تپش آمادہ ہے اور خیمہ افلاک ایستادہ ہے۔ جس کا ذکر ایک رحمت جس کا قرب، قرب خداوندی کا وسیلہ، جس کی ذات گرامی جملہ اوصاف حمیدہ کا پیکر، جس کے جلال و جمال، کردار و اخلاص، حسن صورت و سیرت کی گواہی خود ذات باری تعالیٰ دے رہی ہو۔ اللہ جس کی بعثت کو عالم رنگ و بو کے لئے اپنا احسان عظیم کہتا ہو۔ جس کی عظمت و بلندی، جامعیت اور آفاقی برتری پر بیگانے، دوست، دشمن سب معترف ہوں۔ جس کا ہر عمل ایک مینارۂ نور جس کا ہر فعل ایک شمع فروزاں۔ قدرت کا ایک شاہکار عظیم، جو

رحمتہ اللعالمین، جو شفیع المذنبین۔

☆ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ جن کے حسن کے متعلق یہ کہتے ہوئے پائے گئے۔آپ جیسا با کمال و با جمال نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں آئے گا۔

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاندنی رات میں کبھی چاند کو دیکھیں اور کبھی حسن کامل ﷺ کو دیکھیں اور پھر بے اختیار پکار اٹھیں کہ آپ ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔

☆ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے اوصاف حمیدہ کا کیا کہنا۔آپ ﷺ دور ہوں یا نزدیک ہر حالت میں حسین و جمیل نظر آتے ہیں۔

☆ سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حسنِ یوسف علیہ السلام کے دیدار پر انگلیاں کاٹ دینے والوں کے متعلق فرمایا اگر مصر کی عورتوں کو راحت جاں ﷺ کے حسن و جمال کا دیدار نصیب ہو جاتا تو وہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالتیں۔

☆ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حسن بے مثال کو اشعار کے قالب میں ڈھال کر اظہاران معنوں میں بیان فرماتے ہیں۔وہ جن کا چہرہ آفتاب نیم روز ہے اور رخسار ماہ کامل۔وہ جن کی ذات ہدایت کا نور ہے اور ہتھیلی سخاوت میں دریا۔

☆ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ ﷺ میں واضح معجزات نہ بھی ہوتے تو پھر بھی آپ کا حسن و جمال آپ ﷺ کے نبی ہونے کی دلیل ہوتا۔قرآن مجید فرقان حمید میں خالق کائنات اپنے محبوب کے حسن سے متعلق بے نظیر و بے مثال الفاظ کا استعمال فرماتے ہیں۔یاایھاالمزمل، یاایھاالمدثر، والضحی، یاایھاالنبی انا ارسلنك شاھدا و مبشرا ونذیرا وداعیاالی الله باذنه وسراجا منیرا ''اے نبی ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کی طرف سے اللہ کے حکم سے بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا''۔

محبت کے دوسرے معیار کو دیکھیں تو حضور سرور کائنات محبوب رب اللعالمین ﷺ اس کائنات عرضی و سماوی میں بھی سب سے منفرد و ممتاز نظر آتے ہیں۔بلکہ ''خلق عظیم'' میں کوئی بھی ذی روح آپ ﷺ کی گرد راہ کو نہیں پہنچ سکتا۔اللہ کریم خود ارشاد فرماتے ہیں۔انك لعلی خلق عظیم ''بے شک آپ اخلاق میں اعلیٰ مرتبہ پر ہیں''۔آپ جہاں تخلیق خداوندی کا شاہکار ہیں وہاں رب ذوالجلال کی تربیت میں بھی بے مثال ہیں۔

☆ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ ﷺ کے اخلاق سے متعلق پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہی تو تھا۔

جسے خدا نے لکھا ہے بڑی محبت سے
کلام پاک تیری ذات پر مقالہ ہے

فتح مکہ کے ایمان افروز لمحوں سے کون نا آشنا ہے۔ وہ لوگ جو کل تک رحمت دو جہاں ﷺ کو طرح طرح کی ایذائیں دیتے نہیں تھکتے تھے۔ آپ ﷺ معاف فرما دیتے ہیں۔ آپ کی محفل مقدسہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسی شخصیات شامل ہوتیں۔ مجلس کا ہر شریک یہ سمجھتا کہ محبوب کریم ﷺ کی محبت وشفقت اسی کے ساتھ سب سے زیادہ ہے۔

رحمت کائنات ﷺ کو لوگوں کے دلوں کا بڑا خیال رہتا' کہیں وہ ٹوٹ نہ جائیں۔ ایک دفعہ ایک دیہاتی نے کچھ پوچھنا چاہا/صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے اس دیہاتی کو روک دیا۔ جب محبوب کریم ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے اس دیہاتی کو بلا بھیجا اور فرمایا میں سائل کو اس وقت تک جانے نہیں دوں گا جب تک اس کے چہرے پر تبسم نہیں دیکھ لیتا۔

اجتماعی زندگی میں بھی اور انفرادی زندگی میں بھی' خلوتوں میں بھی اور جلوتوں میں بھی' رات کے تاریک لمحوں میں بھی اور دن کی روشنیوں میں بھی آپ ﷺ کا کردار' اخلاق برتاؤ' سلوک تمام مخلوقات کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اپنے تو اپنے رہے' بیگانوں نے بھی رحمت کائنات ﷺ کے عظمت کردار کا اعتراف کیا ہے۔ مشہور عیسائی مبلغ ڈاکٹر جانس کہتا ہے۔ ''جب عیسائیت رات کی ملکہ تھی' پیغمبر اسلام (ﷺ) اپنی اعلیٰ شخصیت کے سائے میں دنیا بھر میں اپنے نظام کی روشنی پھیلا رہے تھے''۔ (مزید تفصیل ہماری کتاب ''میرا محبوب ﷺ غیروں کی نظر میں'' میں ملاحظہ فرمائیں)۔ جان کائنات ﷺ کی ذات مطہرہ تمام مخلوقات کے لئے محسن کا درجہ رکھتی ہے۔ خالق کائنات اپنی زبان سے اپنے محبوب کے محسن ہونے کا دعویٰ فرما رہے ہیں۔

سورۃ آل عمران میں ہے کہ ''بے شک مسلمانوں پر اللہ کا بڑا احسان ہوا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول (ﷺ) بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے' انہیں پاک کرتا ہے' انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے' اس سے پہلے تو وہ کھلی گمراہی میں تھے''۔ سورۃ التوبہ میں ہے ''بے شک تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک عظیم رسول تشریف لائے' جن کو تمہارا تکلیف میں پڑ جانا گراں گزرتا ہے' تمہاری بھلائی چاہنے والے اور مومنوں پر مہربان اور نرم دل ہیں''۔ رحمت دو جہاں ﷺ کی عطاؤں اور احسانات سے انکار کرنے والا کوئی اندھا' بے بہرہ شخص ہی ہوسکتا ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے خود کو قاسم کہا ''اللہ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں''۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے اقوام عالم کو تمام ظاہری' باطنی عیوب و امراض سے نجات دلائی۔ نسخہ کیمیاء عطا فرمایا تا کہ ابد تک آنے والے لوگ ہدایت کے راستے متعین کرسکیں۔

ثانی مصطفیٰ ﷺ نہیں وسعت کائنات میں
نہ کہیں ہفت چرخ میں نہ کہیں شش جہات میں
ان کے غلام کو نہیں خوف و خطر غم و ملال
حشر کے واقعات میں' دہر کے حادثات میں

احسانات کے یہ سلسلے صرف زندگیوں تک محدود نہیں بلکہ یوم حشر بھی مومن' کافر اپنے بیگانے' مستفیض ہوں گے۔

☆ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے محبوب کریم ﷺ کی ایک بے مثال صفت کو شعر کے قالب میں بیان فرمایا۔

روز قیامت بے کمال باشی شفیع امتاں
رضوان مثال خادمان' خدمت کند از جان تو

یہ جو آج انسانیت کے پاس اخلاق' محبت' انس' احسان' ہمدردی' سلوک کا چمنستان مہک رہا ہے' درحقیقت یہ محسن کائنات ﷺ کی تعلیمات کا نتیجہ' ان کی محنتوں کا ماحاصل' ان کی کوششوں کی کڑی اور ان کی سیرت طیبہ' مطہرہ' مقدسہ کا پرتو ہے۔ تقاضا تو یہ ہے کہ کائنات کی اس بے مثال ہستی فخر آدم و بنی آدم ﷺ سے دل و جان سے محبت کی جائے۔ اگر ''محبت'' میں ذرا سی بھی کمی رہ گئی تو بقول اقبال رحمتہ اللہ علیہ۔

بمصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ است
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبیت

سرور کونین ﷺ کے فضائل و خصائل

محترم قارئین کرام!

کوئی ایسی ذات ہمہ صفت؟ کوئی ایسا اور ہمہ جہت
کوئی مصطفیٰ کوئی مجتبیٰ؟ نہیں رحمت دوجہاں ﷺ کے بعد کوئی نہیں

علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ بڑے پائے کے عالم اور بزرگ ہو گزرے ہیں۔ آپ نے بیس سال کی محنت شاقہ سے احادیث و آثار و کتب تفسیر و شرح حدیث اور فقہ اصول' تصوف میں سے نبی رحمت ﷺ کے خصائص کو جمع کیا اور خصائص کبریٰ خصائص الحبیب ﷺ تصنیف فرمائی۔ جن میں ہزار سے زائد خصائص مذکور ہیں۔ یہ خصائص چار قسم کے ہیں۔ یہاں صرف قسم چہارم میں سے بعض خصائص ذکر کئے جاتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کو سب نبیوں سے پہلے پیدا کیا اور سب سے آخر میں دنیا میں بھیجا۔

☆ عالم ارواح میں آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا اور اسی عالم میں دیگر انبیائے اکرام علیہم السلام کی روحوں نے آپ ﷺ کی روح انور سے استفادہ کیا۔

☆ حضرت آدم علی نبینا علیہم السلام اور تمام مخلوقات حضور انور ﷺ ہی کے لئے پیدا کی گئی۔
☆ محبوب کریم ﷺ کا اسم مبارک عرش کے پایہ پر اور ہر آسمان پر بہشت کے درختوں اور محلات پر اور حوروں کے سینوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا گیا ہے۔
☆ کتب الہامیہ سابقہ تورات وانجیل وغیرہ میں آپ ﷺ کی بشارت درج ہے۔
☆ جان کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت بت اوندھے ہو کر گر پڑے اور جنوں نے اشعار پڑھے۔
☆ محبوب کریم ﷺ ناف بریدہ اور آلودگی سے پاک وصاف پیدا ہوئے۔
☆ پیدائش کے وقت آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں تھے اور ہر دو انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔
☆ آپ ﷺ کے ساتھ پیدائش کے وقت ایسا نور نکلا کہ اس میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے محلات دیکھ لئے۔
☆ فرشتے محبوب کریم ﷺ کے گہوارے کو ہلایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ چاند سے باتیں کیا کرتے، جس وقت آپ ﷺ اس کی طرف انگشت مبارک سے اشارہ فرماتے وہ آپ ﷺ کی طرف آجاتا تھا۔
☆ بعثت سے پہلے گرمی کے وقت اکثر بادل آپ ﷺ پر سایہ کرتے تھے اور درخت کا سایہ آپ ﷺ کی طرف آجاتا تھا۔
☆ محبوب دوجہاں ﷺ کا سینہ مبارک چار دفعہ شق کیا گیا۔ یعنی حالت رضاعت میں، دس برس کی عمر شریف میں، غار حرا میں، ابتدائے وحی کے وقت اور شب معراج میں۔
☆ رحمت دوجہاں ﷺ کا اسم مبارک ''محمد'' اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک ''محمود'' سے نکالا گیا ہے۔
☆ محسن کائنات ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں سے قریباً ستر نام وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ مزید تفصیل ہماری کتاب ''اسمائے محبوب ﷺ'' اور ''اوصاف محبوب ﷺ'' میں ملاحظہ فرمائیں۔
☆ رحمت دوجہاں ﷺ کا اسم مبارک ''احمد ﷺ'' ہے۔
☆ روح کائنات ﷺ سے پہلے جب سے دنیا پیدا ہوئی کسی کا یہ نام نہ تھا۔
☆ آپ ﷺ کو آپ کا پروردگار بہشت کے طعام سے کھلاتا پلاتا تھا۔
☆ مالک کائنات ﷺ اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتے جیسا کہ سامنے سے دیکھتے، جیسا کہ دن کے وقت اور روشنی میں دیکھتے۔
☆ محسن کامل ﷺ کے دہن مبارک کا لعاب آب شور کو میٹھا بنا دیتا اور شیر خوار بچوں کے لئے دودھ کا کام دیتا تھا۔
☆ نور مجسم ﷺ کی بغل شریف پاک وصاف اور خوشبودار تھی اس میں کسی قسم کی بوئے ناخوش نہ تھی۔

☆ حاکم کائنات ﷺ کی آواز مبارک اتنی دور تک پہنچتی کہ کسی دوسرے کی نہیں، چنانچہ جب آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے تو عورتیں اپنے گھروں میں سن لیا کرتی تھیں۔

☆ خواب میں آپ ﷺ کی آنکھ مبارک سو جاتی، مگر دل مبارک بیدار رہتا۔ بعض کہتے ہیں کہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا بھی یہی حال تھا۔ آپ ﷺ نے کبھی جمائی اور انگڑائی نہیں لی، دیگر انبیائے اکرام علیہم السلام بھی اس فضیلت میں مشترکہ ہیں۔

☆ صاحب جمال وکمال ﷺ کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

☆ جان کائنات ﷺ میانہ قد مائل بہ درازی تھے مگر جب دوسروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند نظر آتے تاکہ باطن کی طرح ظاہر وصورت میں بھی کوئی آپ ﷺ سے بڑا معلوم نہ ہوتا۔

☆ رحمت دوجہاں ﷺ کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ ﷺ نور ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

☆ نور مجسم ﷺ کے بدن شریف پر مکھی نہ بیٹھتی اور کپڑوں میں جوں نہ پڑتی۔

☆ مرض الموت میں محبوب کبریاء ﷺ کی عیادت کے لئے حضرت جبرائیل علیہ السلام تین دن حاضر خدمت ہوتے رہے۔ جب ملک الموت مالک کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اذن طلب کیا۔ آپ ﷺ سے پہلے اس نے کسی نبی سے اذن طلب نہیں کیا۔

☆ مسجد نبوی ﷺ میں آپ ﷺ کے منبر شریف اور قبر مبارک کے مابین جگہ بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جسے ریاض الجنۃ کہتے ہیں۔

☆ مالک کائنات ﷺ کے مرقد منور پر ایک فرشتہ مؤکل ہے۔ جو آپ ﷺ کی امت کے درود آپ ﷺ کو پہنچاتا ہے۔ وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ یا محمد ﷺ اس وقت فلاں بن فلاں آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتے ہیں جو زمین میں گشت کرتے ہیں وہ میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

☆ روح کائنات ﷺ اپنے مرقد شریف میں حیات حقیقہ کے ساتھ زندہ ہیں اور اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے۔ آپ ﷺ کو حوض کوثر عطا ہوگا۔

☆ رحمت دوجہاں ﷺ سب سے پہلے قبر مبارک سے تشریف لائیں گے۔ آپ ﷺ حشر کے دن براق پر سوار ہوں گے اور ستر ہزار فرشتے ہمرکاب ہوں گے۔

☆ حضرت کعب رضی اللہ عنہ احبار کی روایت میں ہے کہ ہر صبح کو ستر ہزار فرشتے آسمان سے اتر کر محبوب کریم ﷺ کی قبر مبارک کو گھیر لیتے ہیں اور اپنی بازو ہلاتے ہیں (اور آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں) اسی طرح شام کے وقت وہ آسمان پر چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے اور حاضر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ قبر شریف سے نکلیں گے تو ستر ہزار فرشتے آپ ﷺ کے ساتھ ہوں گے۔

☆ محبوب کریم ﷺ (امت سمیت) سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے۔

☆ مالک دو جہاں ﷺ سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ خازن جنت پوچھے گا کہ کون ہیں۔ آپ ﷺ فرمائیں گے کہ میں محمد (ﷺ) ہوں۔ وہ عرض کرے گا کہ میں اٹھ کر کھولتا ہوں۔ میں آپ ﷺ سے پہلے کسی کے لئے نہیں اٹھا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کے لئے اٹھوں گا۔ پھر آپ ﷺ سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

تعظیم محبوب ﷺ فرض عین ہے

محترم قارئین کرام! حضور روح کائنات، جان کائنات، محبوب کبریاء، رحمت دو جہاں ﷺ کی تعظیم و توقیر فرض عین ہے بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے اور آپ ﷺ کی ادنیٰ توہین یا تکذیب کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ انا ارسلنك شاهدا و مبشرا و نذيرا لتو منوا بالله ورسوله و تعزروه و توفروه و تسبحوه بكراة و اصيلا (الفتح آیت ۹) ''(اے نبی ﷺ) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ بنا کر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا تاکہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ پاک کی تسبیح کرو''۔

اس آیت کریمہ میں تین باتوں کا حکم ہے۔ اول اللہ اور اس کے محبوب رسول ﷺ پر ایمان لانا، دوم محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا، سوم تسبیح یعنی اللہ کریم کی عبادت کرنا۔ ایمان کو پہلے اس لئے رکھا کہ بغیر ایمان تعظیم کچھ مفید نہیں اور تعظیم محبوب ﷺ کو عبادت پر مقدم اس لئے فرمایا کہ بغیر تعظیم کے عمر بھر کی عبادت بے کار ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا ''پس جو اس (رسول ﷺ) پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اس کی مدد کریں اور اس نور کی اتباع کریں جو اس کے ساتھ وہی فلاح پانے والے ہیں'' (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷)۔ اس آیہ کریمہ میں بھی وہی ترتیب ہے۔ اول ایمان، ان کی تعظیم اور ان کے دین کی نصرت اور قرآن کریم کی اتباع۔ ثابت ہوا کہ ایک مومن پر ایمان لاتے ہی محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر فرض ہو جاتی ہے اور اگر اس تعظیم میں فرق آئے تو سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ فرمایا ''اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی (ﷺ) کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کی حضوری میں بات چلا کر نہ کہو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو، کہ کہیں تمہارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بیشک وہ جو اپنی آوازیں رسول اللہ (ﷺ) کے حضور پست کرتے ہیں وہ ہیں جن کا دل اللہ تعالیٰ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا ہے، ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر و ثواب ہے'' (الحجرات آیت ۲)۔

اس آیہ کریمہ میں بارگاہ رسالت مآب ﷺ کا ادب و احترام اور جلال و اکرام تعلیم فرمایا گیا ہے کہ ادب و احترام کا پورا پورا لحاظ رکھیں۔ ورنہ نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے اور پھر جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پر پورا پورا عمل کیا اور خدمت اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروض کرتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کو عظیم الشان مژدے سنائے اور جنہوں نے ترک ادب کیا ان کو بے عقل بتایا۔ چنانچہ فرمایا ''بے شک وہ جو (اے محبوب ﷺ) آپ کو حجروں کے باہر

سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے'' (الحجرات' آیت ۵)۔

یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جب کہ وہ دوپہر کے وقت محبوب کبریاء ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ اس وقت آرام فرمارہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کا نام لے کر پکارنا شروع کیا۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے۔ اس پر فرمایا گیا کہ اس طرح آپ ﷺ کو پکارنا ادب کے خلاف اور جہالت و بے عقلی ہے بلکہ بہتر یہ تھا کہ یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ آپ ان کے پاس خود تشریف لاتے۔

اللہ قادر و کریم نے ارشاد فرمایا۔ یایھا الذین امنو لا تقولو راعنا وقولو انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم (سورۃ البقرہ' آیت ۱۰۴) ''اے ایمان والو! (ہمارے محبوب ﷺ) کو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور (ﷺ) ہم پر نظر رکھیں اور سن لو کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے''۔ رحمت دو جہاں ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کچھ تعلیم و تلقین فرماتے تو وہ کبھی کبھی صحابہ کرام درمیان میں عرض کرتے راعنا یا رسول اللہ ﷺ یعنی حضور ہمارے حال کی رعایت فرمایئے اور کلام اقدس کا اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے۔ یہی لفظ 'راعنا' یہود کی زبان میں گستاخی و بے ادبی کا لفظ تھا۔ انہوں نے یہی لفظ گستاخی و بے ادبی کی نیت سے بولنا شروع کر دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اے ایمان والو ایسا کلمہ ہمارے محبوب ﷺ کے متعلق مت کہو جس سے کسی دشمن کو گستاخی اور بدگوئی کا موقع مل جائے۔ معلوم ہوا کہ محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر اور ان کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ ہر حال میں زبان پر لانا ممنوع ہے۔

ادب گاہ یست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو ان کے ذاتی نام سے خطاب کیا۔ مثلاً یاادم المسکن انت و زوجك الجنة 'ینوح اهبط' یا ابراهیم اعرض عن هذا 'یموسی انی اصطلینك 'یعیسی بن مریم اذکر نعمتی علیك 'یداود انا جعلنك خلیفة فی الارض 'یذکریا انا نبشرك 'یحییٰ خذالکتب مگر اپنے حبیب ﷺ کو کہیں بھی ذاتی نام سے خطاب نہیں کیا بلکہ نہایت پیارے انداز میں فرمایا۔ یایها النبی' یایها الرسول اور کہیں یایها المزمل' یایها المدثر اور کہیں طٰه کہیں یسین کہہ کر خطاب فرمایا۔ اسی طرح پہلی امتیں بھی اپنے نبیوں کو ان کے ذاتی نام سے خطاب کیا کرتی تھیں مثلاً یموسی اجمل لنا الها کمالهم الهة' از قال الجوار یون یعیسی ابن مریم مگر اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی امت کو حکم دیا کہ رسول ﷺ کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا کہ تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ یعنی جب آپ ﷺ کو پکارا جائے تو عام لوگوں کی طرح ذاتی نام سے یا محمد یا احمد کہہ کر نہ پکارا جائے بلکہ ادب و تکریم

اور توقیر اور تعظیم کے ساتھ یا نبی اللہ ٗ یا رسول اللہ ٗ یا حبیب اللہ ٗ یا رحمۃ اللعالمین ﷺ کہہ کر پکارا جائے۔

از خـــدا خـــواهیـــم تـــوفیـــق ادب
بـــے ادب مـــحـــروم مـــانـــداز لـــطف ادب

صلح حدیبیہ کے بعد جب عروہ بن مسعود ثقفی اپنی قوم میں واپس آئے تو آ کر کہا۔ ''اے قوم! خدا کی قسم! مجھے بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں، خدا کی قسم میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی تعظیم اصحاب، محمد ﷺ کی کرتے ہیں۔ واللہ! وہ تھوک یا بلغم نہیں پھینکتے مگر وہ ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتی ہے اور وہ اس کو اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو وہ تعمیل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر وہ اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں لڑ مریں گے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور ان کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے کوئی ان کی طرف تیز نگاہی سے نہیں دیکھ سکتا۔ انہوں نے تم پر رشد و ہدایت کا کام پیش کیا ہے تو تم اس کو قبول کر لو'' (زرقانی علی المواہب صفحہ ۲-۱۹۲)۔ اس ایک روایت سے ہی اندازہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محبوب کریم ﷺ کی کس قدر تعظیم و توقیر کرتے تھے۔

☆ حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جان لو! بے شک نبی کریم ﷺ کی عزت و حرمت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح ضروری و لازم ہے جس طرح کہ آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں ضروری و لازم تھی۔ اس کا اظہار خصوصاً آپ ﷺ کے ذکر مبارک اور آپ ﷺ کی حدیث شریف کی تلاوت اور آپ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے نام مبارک اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے سننے کے وقت ہونا چاہئے (شفا شریف صفحہ ۳۲ جلد ۲)۔

ثابت ہوا کہ محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر عین ایمان بلکہ روح ایمان ہے اور اس پرفتن دور میں جب کہ لوگوں کے دلوں سے رحمت دو جہاں ﷺ کی محبت و عظمت نکلتی جا رہی ہے نہایت ضروری و لازم ہے کہ مسلمانوں کے قلوب میں آپ ﷺ کی سچی محبت و عقیدت اور عزت و عظمت اجاگر کی جائے۔

اللہ قادر و کریم بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰسین ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یوں عشق محبوب ﷺ مرا دم ساز ہوا ہے
لگتا ہے کہ اب عمر کا آغاز ہوا ہے

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ **محمد زمان خان** چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

☆	وسیلہ محبوب ﷺ	☆	ادب و تعظیم محبوب ﷺ
☆	گریہ محبوب ﷺ	☆	نور الہدیٰ ﷺ
☆	عشق خیر الوریٰ ﷺ	☆	عجب چیز ہے لذت آشنائی
☆	اطاعت محبوب ﷺ	☆	شمس الضحیٰ ﷺ
☆	شان غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ	☆	صاحب الجود والکرم ﷺ
☆	راحت دو جہاں ﷺ	☆	اسلام میں دل جوئی کا مقام
☆	لفظ ولی کا معنی و مفہوم	☆	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں
☆	عقیدت کے پھول	☆	کیا وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
☆	آئینہ جمال کبریاء ﷺ	☆	وسیلتنا فی الدارین ﷺ
☆	بنا کے مصور نے توڑا قلم	☆	جب بھی مانگو وسیلے سے مانگو
☆	محبت اور علامات محبت	☆	کون کہتا ہے وسیلہ سے مانگنا جائز نہیں
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد	☆	وبا لوالدین احسانا
☆	عشق است امام من	☆	آنچہ خوباں ہمہ دارند
☆	رحمت دو جہاں ﷺ	☆	اہل ایمان سلام کہتے ہیں؟
☆	پیکر حسن و جمال ﷺ	☆	اسمائے محبوب ﷺ

☆	فضائل رمضان وقرآن مجید	☆	انما المؤمنون اخوہ
☆	روزہ کے طبی فوائد	☆	خیر کم من تعلم القرآن وعلمہ
☆	فضیلت علم اور صاحب علم	☆	محبت الٰہی کے ثمرات
☆	قرآن مجید ایک نعت مسلسل ہے	☆	نور بشر کی وضاحت
☆	ہر گل، ہر شجر میں محمد ﷺ کا نور	☆	میرے مرشد لجپال
☆	عظمت مصطفیٰ ﷺ	☆	خطبات زماں (1 تا 12)
☆	امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام	☆	مقالات زماں (1 تا 10)
☆	حقوق مصطفیٰ ﷺ	☆	مقالات عشق رسول ﷺ
☆	ورفعنالک ذکرک	☆	مقالات سیرت محبوب ﷺ
☆	سلطان دو جہاں ﷺ	☆	مقالات صورت محبوب ﷺ
☆	نسبت محبوب ﷺ	☆	محبت کی لازوال داستاں
☆	جان ایماں ﷺ	☆	مساوات محبوب ﷺ
☆	روح ایماں ﷺ	☆	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات
☆	مسلمانوں کے حقوق		تم سے کیا محبت ہوگئی
☆	افضل الخلق ﷺ		جیسے میرے محبوب ہیں ایسا نہیں کوئی
☆	احسن الخلق ﷺ	☆	کھنچتی ہے کھال کٹتی ہے گردن
☆	اول الخلق ﷺ		عشق ہے تماشہ نہیں ہے
☆	پیکر نور ﷺ	☆	صبر حسین بھی ہے عشق
☆	تذکرہ حسن محبوب ﷺ		صدق خلیل بھی ہے عشق
☆	اسلام میں دوستی کا تصور	☆	دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
☆	علم کی فضیلت واہمیت قرآن و	☆	عارفانہ تقریریں

	حدیث کی روشنی میں	☆	پیام محبت
☆	اخلاق سے کام لو گر دل جیتنے ہیں	☆	وہ مصور کیسا ہوگا؟
☆	نظام مصطفیٰ ﷺ ہی میں امن و	☆	اہل دل
	سکوں ہے	☆	صحیفہ عشق
☆	جنت کے مالک	☆	عقل و عشق
☆	جہنم کا ایندھن	☆	عشق اور اہل عشق
☆	قلب سلیم	☆	ذوق زماں
☆	آداب محبت	☆	خیال زماں
☆	اسلاف کا جذبہ ایثار	☆	باب عشق
☆	اسلاف کا شوق علم	☆	داستان عشق
☆	اسلاف کا اخلاق	☆	شمع اور پروانے
☆	اسلاف کا عشق	☆	فضائل و مسائل نماز
☆	حقیقت عظمت	☆	نماز کے طبی فوائد
☆	حقیقت عشق (۱ تا ۴)	☆	نماز کے روحانی فوائد
☆	حقیقت انساں	☆	فضائل قرآن مجید
☆	عشق کی باتیں	☆	سوز محبت
☆	دیوان عشق	☆	اعزاز محبت
☆	بخشش کے بہانے	☆	حقیقی محبت
☆	عاشقانہ تقریریں	☆	حلاوت ایمان
☆	عالمانہ تقریریں	☆	حقیقت ایمان
☆	درس محبت	☆	دعوت فکر

☆	بیان عشق و محبت	☆	جنت اور اہل جنت
☆	مدارج عشق و محبت	☆	احترام سادات
☆	کرامات اولیاء	☆	دنیا میں جنت
☆	محبت و محبوبیت		میری پسند
☆	ماں کی عظمت	☆	روحانی حکایات
☆	محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے	☆	،گلدستہ حکایات
☆	علماء کا شرعی مقام اور معاشرتی حیثیت	☆	لو میرج کی شرعی حیثیت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عشق	☆	صوفیاء اور عشق
☆	علماء اور عشق	☆	شعراء اور عشق
☆	خواص اور عشق	☆	عوام اور عشق
☆	حلاوت ایمان	☆	سلطان دو جہاں ﷺ
☆	اعزازِ محبت	☆	مدارِج اہل علم
☆	عشق حقیقی و مجازی	☆	راہ رسمِ عشق و محبت
☆	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معیارِ ادب و محبت	☆	حسین محبوب ﷺ کا حسین تذکرہ
☆	تاجدار عشق	☆	زلفوں کے اسیر
☆	تجھ سا حسین کوئی نہیں	☆	جان کائنات ﷺ
☆	باعث تسکینِ دل و جان ﷺ	☆	عامل اور عملیات
☆	حُسن ایماں	☆	معجزات انبیاء علیہم السلام
☆	زندگی آمد برائے بندگی	☆	میرے محسن